اسلام کا پیغام محبت دنیا کے نام

تحریر: مولانا ریاض الحسن نوری، مشیر وفاقی شرعی عدالت وریسرچ فیلو رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ

پیغمبر اسلام کے متعلق قرآن کا اعلان

"اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر یہ کہ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر" (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان

"تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور جو بھی اس کی مخلوق کی جتنی خدمت کرے گا وہ خدا کو اتنا ہی پیارا ہو گا" (مشکوۃ المصابیح ص: ۴۲۵ طبع کراچی)

یہ پہلا سبق تھا کتاب ھدی کا
کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

انجیل کا اعلان

یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ دوسرا یہ کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ اس سے بڑا اور کوئی حکم نہیں۔ (انجیل مرقس ۱۲، ۲۹ تا ۳۱)

"لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کیلئے دعا کرو۔۔۔ خبردار اپنے راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کیلئے نہ کرو" (متی ۵، ۴۴-۴۵ مزید ۶-۱)

"مسافر پروری میں لگے رہو۔ جو تمہیں ستاتے ہیں ان کے واسطے برکت چاہو۔ برکت چاہو۔ لعنت نہ کرو۔ اے عزیزو اپنا انتقام نہ لو۔ بلکہ غضب کو موقع دو کیونکہ یہ لکھا ہے کہ خداوند فرماتا ہے انتقام لینا

میرا کام ہے۔ بدلہ میں ہی دوں گا بلکہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اس کو کھانا کھلا۔ اگر پیاسا ہو تو اسے پانی پلا کیونکہ ایسا کرنے سے کوئی اس کے سر پر آگ کے انگاورں کا ڈھیر لگائے گا۔ بدی سے مغلوب نہ ہو بلکہ نیکی کے ذریعے بدی پر غالب آؤ۔" (رومیوں کے نام پولیس کا خط ۱۲، ۱۳ تا ۲۱)

پس خدا اور آخرت پر ایمان رکھنے والے شخص کیلئے یہ بہت آسان نسخہ ہے کہ چند روزہ زندگی میں دوسروں کی خاطر قربانیاں دے اور اپنی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی یعنی جنت کے لئے کوشش کرتا رہے کہ اسے دائمی طور پر مشکلات سے نجات مل جائے اور سکون وراحت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا مقدر بن جائے۔ آخرت پر ایمان رکھنے والے کیلئے کسی پر ظلم یا زیادتی کرنا قریباً ناممکن ہے۔ الایہ کہ اس کا ایمان ہی بہت کمزور ہو یا وہ منافق ہو۔ پس آخرت پر پختہ ایمان امان وسلامتی کی ضمانت ہے۔

اسلامی خلافت کا حسن سلوک

قرآن تنبیہ کرتا ہے کہ جن لوگوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا ہے۔ ان کی دشمنی تمہارے لئے ان پر زیادتی کا سبب نہ بنے (المائدہ: ۲۰) برٹرینڈ رسل لکھتا ہے ہے کہ مٹھی بھر جنگجو مسلمان اعلی تہذیب اور غیر مذہب کے حامل آبادیوں پر اس وجہ سے حکومت کرتے رہے کہ ان میں تعصب نہ تھا (ہسٹری آف ویسٹرن فلاسفی ۴۲۱: ۱۷ کلورین بک نیویارک مطبوعہ ۱۹۶۷ء)

حضرت عبداللہ بن عمرو کے ہاں بکری ذبح ہوتی تو پوچھتے کہ میرے یہودی پڑوسی کا ہدیہ بھیجا ہے یا نہیں (ابوداؤد۔ ترمذی) ہمارے نبی ﷺ نے اپنے آپ کو قصاص کیلئے پیش کیا۔ بہت سے خلفاء نے پیش کیا۔ ہندوستان کے محمد شاہ تغلق کو قصاص میں اکیس چھڑیاں ماری گئیں۔

بقول ایشوری پرشاد فیروز شاہی عہد میں عدل وانصاف کی حکومت تھی۔ لوگ مسرور تھے۔ چیزوں کی فراوانی تھی۔ یہ کارنامہ پیغمبر اسلام ﷺ کے قوانین کی بدولت تھا۔

(ایشوری پرشاد پالیٹکس ان پری مغل ٹائمز بحوالہ ہندوستان کے عہد وسطی کی ایک جھلک، مطبوعہ اعظم گڑھ، ص: ۲۷۲) بے تعصبی کی معراج یہ کہ جلال الدین خلجی پر ہندو نے حملہ کیا۔ اس بہادری پر اس کو خلعت اور گھوڑا دیا گیا (بحوالہ بالا صفحہ: ۱۲۷)

حضرت عمرؓ نے مصر کے گورنر کے بیٹے کو قصاص میں عیسائی کے ہاتھ سے کوڑے پٹوائے (سیرت حضرت عمرؓ مؤلفہ ابن جوزی)

رحمۃ للعالمین نے تمام الہامی مذاہب کے پیروکاروں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ آؤ ہم سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہیں کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔(سورہ آل عمران:۶۴)

اسلام نے ہر طرح کی بت پرستی وطن پرستی نسل پرستی زبان پرستی اور تعصب کو شرک قرار دیا۔ اسلام کا دوسرا نام امن سلامتی اور عدل ہے۔ جس کی ضد ظلم ہے۔ نبی ﷺ نے اعلان کیا کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں(ابوداؤد، حدیث نمبر۱۵۰۸) اور اعلان کیا کہ مسلم وہ ہے جو خود تکلیف برداشت کرے کہ دوسرے لوگ آرام سے رہیں(کنزالعمال:۱:۷۵۲) اس حکم پر مسلمانوں نے یوں عمل کرکے دکھایا کہ جنگ بدر میں جو دشمن کے قیدی ہاتھ آئے ان کو وہ سب سے بہتر کھانا کھلاتے تھے۔اور خود سوکھی کھجوریں کھا کر گزارہ کرتے تھے اس پر دشمن کے قیدی شرمندہ ہوتے اور کہتے کہ تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ مگر وہ کہتے کہ اتنی گنجائش نہیں ہے۔ ہمیں یہی حکم ملا ہے(مجمع الزوائد:۶:۸۶وغیرہ) آج کے لیڈر غریبوں سے محبت کا دم بھرتے ہیں اور خود ایئر کنڈیشن کمروں میں رہتے اور لاکھوں روپے کی گاڑیوں میں پھرتے ہیں۔ ایسے لیڈر سیاست دانوں، پیروں، حکمرانوں اور علماء سو میں پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مبارک کا مشہور شعر ہے ہ یہی لوگ عوام میں فساد پھیلاتے ہیں

وھل افسدالناس الاالملوک　　　واحبارسوء ورھبانھا

مسلم کی حدیث ہے کہ فقراء المہاجرین اغنیاء سے ۴۰سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ حضرت عیسی نے کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو(مرقس:۱۰:۲۵) انجیل میں ہے کہ ایمانداروں کی جماعت ایک دل ایک جان تھی کسی نے اپنے مال کو اپنا نہ کہا۔ سب کی چیزیں مشترک تھیں۔ اعمال:۴:۳۲)سلطان صلاح الدین فوت ہوئے تو قرض لے کر کفن دفن کیا گیا(الروضتین:۲:۲۱۳)سیکولرازم لعنت ہے۔ مادہ پرستی شرک ہے۔

ہوئی دین ودولت میں جس دم جدائی　　　ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ دن میں ایک مرتبہ سے زیادہ نہ کھاتے۔ مہینہ مہینہ گھر میں آگ نہ جلتی کھجوروں اور پانی پر گزارہ کرتے(شمائل ترمذی) قرآن کی رو سے فاقہ کش مومن خود بھوکا رہ کر دوسروں کو اپنا کھانا دیتا ہے(الحشر:۹)حضور ﷺ جس وقت دنیا سے رخصت ہوئے تو طاق میں تھوڑے سے جو پڑے تھے ایک یہودی کے پاس زرہ گروی رکھی تھی(صحیح بخاری)مگر ٹیکس نہ لگایا۔ تمام عمر کبھی آپ پر

زکواۃ فرض نہیں ہوئی۔ آپ فرماتے تھے کہ انسانوں کو جو زرق ملتا ہے اس کی وجہ وہ غریب وکمزور لوگ ہیں جو مشکل میں رہتے خلوص دل سے عبادت اور دعا کرتے ہیں(کنزالعمال روایت نمبر ۶۰۱۸) گویا امیروں، وزیروں، حکام اور پوری قوم کو ان نیک غریبوں کا احسان مند ہونا چاہیے۔ یہ حدیث اس پر نص ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جو خود کھالے اور پڑوسی بھوکا ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نصیحت کی تھی کہ دشمن سے بھی محبت کرو اور پھر پیغمبر اسلام ﷺ نے اس پر یوں عمل کرکے دکھایا کہ بہت مرتبہ دشمن آپ کو قتل کرنے آئے مگر آپ نے ہمیشہ ان کو معاف کردیا۔ آپ ﷺ نے کبھی ذاتی بدلہ نہیں لیا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ درخت کے نیچے سو رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور قتل کرنے کیلئے تلوار نیام سے نکالی کہ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ ﷺ نے اس کو معاف کردیا(بخاری کتاب الجهاد) قرآن نے بھی اسی طرح کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ کچھ لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر آپ نے سب کو معاف کردیا۔(ترمذی میں آیت نمبر ۲۴سورہ۴۸ کی شرح ملاحظہ کیجئیے)حضور اقدس ﷺ نے نہ صرف فتح مکہ کے موقع پر اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کردیا بلکہ فتح خیبر کے موقع پر اس یہودیہ کو بھی معاف کردیا جس نے کھانے کی دعوت پر بلا کر اس میں زہر ملا کر مارنے کی کوشش کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس زہر کا اثر آپ نے تمام زندگی محسوس کیا۔ ہمیں اسلامی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے نیک مسلمانوں نے آپ کی اس سنت کی پیروی کی۔ امام حسن اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے زہر دینے والوں کو معاف کردیا اور ان کے قاتلوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ بابر بادشاہ جس کی بنائی ہوئی مسجد آج بھارتیوں نے گرادی ہے۔ اسی بابر کو جو راجپوت قتل کرنے آیا تھا اس راجپوت کو بابر نے معاف کردیا اور اپنے باڈی گارڈ میں شامل کرلیا۔ بابر نے بالکونی سے چھلانگ لگا کر مست ہاتھی سے ایک بچہ کو بچایا۔

حضور ﷺ کے ایک صحابی جن کو دشمنوں نے جلتے کوئلوں پر چت لٹا دیا تھا حتیٰ کہ آگ ان کے خون اور چربی سے بجھ گئی تھی انہوں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے درخواست کی کہ دشمنوں کے لئے بددعا کریں۔ یہ بات سن کر آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا(بخاری) ایک مرتبہ کچھ اور اصحاب نے یہی درخواست کی۔ آپ نے جواب دیا کہ میں اس دنیا میں بددعا دینے کیلئے نہیں آیا بلکہ سب کیلئے لئے رحمت بن کر آیا ہوں(مشکواۃ حدیث نمبر ۵۸۱۲) جب ہم یہ مضمون لکھ رہے تھے تو نوائے وقت مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۹۲ء میں خبر شائع ہوئی کہ سعودی عرب میں ایک باپ نے اپنے بیٹے کے قاتل کو اس وقت معاف کردیا جب کہ چند منٹ بعد اس کا سر جدا کیا جانے والا تھا۔ گویا اب بھی قاتل دشمن کو معاف

کرنے کا عمل جاری ہے۔

قریش کے ساتھ سب سے پہلی جنگ کے موقع پر پانی کے منبع پر مسلمانوں نے پہلے قبضہ کرلیا تھا لیکن آپ ﷺ نے دشمنوں کو بھی اس سے پانی لینے کی اجازت دے دی (ابن ہشام: ۱۱: ۶۲)

جنگ احد میں نبی ﷺ سخت زخمی ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے کئی دانت بھی ٹوٹ گئے تھے لیکن سخت حملہ کے وقت بھی آپ کی زبان پر یہ الفاظ دعا ورحمت جاری تھے اور دشمنوں کیلئے بخشش کیلئے اللہ تعالی سے فریاد کی جارہی تھی۔ رب اغفر قومی فانھم لا یعلمون) یعنی اے میرے رب ان کو معاف کردے کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں (شبلی سیرت النبی: ۱: ۳۸۵) اور فرمایا جو دوسروں پر رحم نہیں کرے گا اس پر خدا بھی رحم نہیں کرے گا۔

امام طحاوی نے مختلف اسناد سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بچوں، عورتوں اور مزدوروں کو جنگ میں قتل مت کرو۔ بعض روایات میں عیسفاً کے ساتھ سیفا کا لفظ بھی آیا ہے جس کے معنی "بوڑھے" کے ہیں۔ یہ احادیث نبوی نقل کرنے کے بعد امام طحاوی لکھتے ہیں کہ ان احادیث کی بنیاد پر فقہاء نے یہ حکم نکالا ہے کہ دارالحرب میں عورتوں بچوں وغیرہ کو قتل کرنا جائز نہیں اور ایسی صورت میں مردوں پر بھی حملہ جائز نہیں اگر یہ خطرہ ہو کہ اس سے عورتوں یا بچوں کو نقصان پہنچے گا۔ اسی سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر دشمن اپنے بچوں کو ڈھال بنالیں اس طرح سے کہ مسلمانوں کے لئے کافر فوجیوں پر تیراندازی بچوں کو نقصان پہنچائے بغیر ممکن نہ رہے تو ایسی صورت میں دشمن فوجیوں پر تیراندازی بھی حرام ہے۔ اسی طرح سے فقہاء کہتے ہیں کہ اگر دشمن فوج قلعہ بند ہوجائے اور اس میں وہ اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی ساتھ رکھ لیں تو اس صورت میں اس قلعہ پر گولے وغیرہ پھینکنا مسلمانوں کیلئے حرام ہے۔ اگر اس بات کا ڈر ہو کہ اس سے بچوں یا عورتوں کی جانوں کے تلف ہونے کا خطرہ ہے۔ ان کی دلیل یہی احادیث ہیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ بعض دوسرے فقہاء ان احادیث کے تواتر وصحت کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ نہی بچوں اور عورتوں وغیرہ کے قتل کی ہے لیکن اگر ان کے قتل کی نیت نہ ہو بلکہ دشمن کے فوجیوں کے قتل کی نیت ہو تو اس میں صورت میں کوئی بچہ یا عورت نقصان اٹھائے تو اسے مجبوری سمجھنا چاہیے۔ (طحاوی شرح معانی الاثار ۳: ۲۲۲ مطبعہ الانوار المحمدیہ قاھرہ)

اس کے برعکس فقہاء اس پر متفق ہیں کہ اگر دشمن مسلمان عورتوں اور بچوں کو ڈھال بنائے اور قلعہ کی دیوار پر کھڑا کردے تو جنگ جاری رکھنی چاہیے کیونکہ مسلمانوں کی جان ومال خدا نے جنت کے بدلے خرید لی ہے۔ (التوبہ: ۱۱۱)

گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی قیامت کو نبی اقدس ﷺ کی شفاعت سے مستفید ہونے کی امید رکھتا ہے۔ لیکن نبی اقدس ﷺ ہی کی ایک حدیث لسان العرب: ۹:۲۴۶ پر یوں ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت ظالم حکمران کو نہیں پہنچے گی۔ پس کوئی مسلمان حکمران جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو وہ ایٹم بم کو استعمال کرنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ ہندو تو ایٹم بم استعمال کرسکتا ہے کیونکہ وہ تو خود اپنی بیویوں کو زندگی میں جلانے کا قائل ہے (رسم ستی) انسانی قربانی کا قائل ہے۔ شودر کے کان میں اشلوک کا بول پڑجائے تو اس کے کانوں میں سکہ ڈالنے کا قائل ہے۔ پس ہندو تو نیکی سمجھتے ہوئے بڑی آسانی سے ایٹم بم استعمال کرسکتا ہے۔ مگر ان عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو کیا ہوا کہ انہوں نے جاپان پر دو ایٹم بم گرائے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حکم ہے کہ کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی سامنے کردو جو کوٹ کرتہ چھینے اسے چغہ دے دو۔ (انجیل متی: باب ۵: آیت ۳۹ تا ۴۲)

عیسائیوں نے کبھی اجتماعی طور پر پہاڑی کے وعظ پر عمل نہیں کیا البتہ پیغمبر اسلام ﷺ نے دشمن سے محبت کی نصیحت پر پورا پورا عمل کرکے دکھایا۔ چنانچہ نبی اقدس ﷺ تبلیغ کے لئے طائف گئے تو لوگوں نے ان پر پتھروں کی بارش کردی۔ بے تحاشہ خون بہنے سے آپ کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ اس وقت ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو اس پہاڑ کو ان پر الٹ دوں۔ جواب میں رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ نہیں: ممکن ہے کہ ان کی اولاد خدا پر ایمان لے آئے پھر مدت بعد جب آپ ﷺ ان ہی لوگوں سے گھمسان کی جنگ لڑ رہے تھے صحابہ کرام نے کہا کہ ان کے لئے بددعا کریں لیکن آپ نے ان کے لئے بددعا کی بجائے یہ دعا فرمائی کہ اے خدا ان کو ایمان بخش دے اور ان کو بطور دوست کے مدینہ میں لے آ۔ پھر ایسا ہی ہوا یہ لوگ مدینہ منورہ آئے۔ آپ نے ان کو مدینہ میں ٹھہرایا خود ان کی مہمان نوازی کی اور یہ لوگ ایمان لے آئے۔ شبلی: سیرت النبی)

احادیث کی روسے سے نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں کی خدمت سے بھی جنت حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ وہ بھی اسی خدائے واحد کی مخلوق ہیں جس پر ہر مومن کا ایمان ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مسافر پیاسا تھا اس کی نظر ایک کنوئیں پر پڑی۔ وہ اس میں اترا پیاس بجھائی باہر نکل کر اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے بھی اتنی ہی تکلیف ہورہی ہوگی جتنی کہ مجھے ہورہی تھی۔ پس وہ دوبارہ کنویں میں اترا۔ اپنے جوتے کو پانی سے بھرا اور اسے دانتوں میں پکڑا اور واپس چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ اس نیکی کی وجہ سے اس کے تمام گناہ معاف کردیئے گئے اور جنت میں اس کی جگہ مقرر کردی گئی۔ (بخاری: ۱:۳۱۸ کراچی، مسلم: ۲:۲۳۷ کراچی)

اسلام کا حکم محض پڑوسی ہی سے محبت کرنا نہیں ہے بلکہ ہر مذہب ، وطن، نسل، زبان کے انسان سے محبت کرنا اور ساتھ ساتھ ہر جاندار کی خدمت کرنا ہے کیونکہ سب ہی اسی ایک خدا کی مخلوق اور اس کا کنبہ ہیں۔ پس نیشلزم نبوت محمدی کا انکار ہے۔ اسی طرح شاہراہ عام سے جہاں ہر مذہب ، نسل ، وطن کا آدمی چلتا ہے وہاں سے تکلیف دہ پتھر یا جھاڑی دور کردینا بھی جنت حاصل کرنے کا سبب بن جاتا ہے(صحیح مسلم) نیت میں اخلاص ہونا چاہیے۔ محمد بشیر احمد مغربی پاکستان اور نائجیریا کے سابق جج نے جوڈیشنل سسٹم آف دی مغل ایمپائر لکھی ہے۔ اس کا پیش لفظ انگلینڈ اور آئرلینڈ کے چیف جسٹس لارڈ پارکر نے لکھا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۵۴ پر لکھا ہے کہ قاضی کے سامنے ایک عورت پیش ہوئی جس پر زنا کا الزام تھا۔ جس کی سزا موت تھی۔ مگر خاص حالات مجبوری میں جرم کی وجہ سے اسے سرزنش کرکے چھوڑدیا گیا۔ صفحہ ۱۵۳ پر ہے کہ ایک رشوت خور کو توال کو شاہ جہاں نے دربار میں زہر پلا کر سامنے مروا ڈالا پھر ایک قاضی کو اسی جرم میں برسرعام قتل کرادیا(صفحہ ۲۶۹)مارنیکیو ایک یورپین سیاح لکھتا ہے کہ اس کے سامنے ۱۶۳۲ء میں انصاف نہ کرنےوالوں اور رشوت لینے والے قاضیوں کو موت کی سزادی گئی(ص ۲۷۱)مغربی سیاح لکھتے ہیں کہ سلطانوں اور مغلوں کے دور میں اتنا امن وامان تھا کہ چوری ڈاکہ کا قریب قریب نام ونشان ختم ہوگیا تھا۔ مسافر شاہراؤں پر بغیر فکر کے سوجاتے تھے۔ بنگال سے کابل تک اور تلنگانہ سے کشمیر تک تاجرلوگ مکمل امان سے بے فکر سفر کرتے تھے۔ بازار اشیاء سے بھرے رہتے کسی کو چوری کا کوئی خطرہ نہ تھا(صفحہ ۱۵۷)جہانگیر انسانی ہمدردی اور عدل پر فخر کرتا تھا۔ عام جگہوں میں کھانا کھاتا۔ اس کا کوئی دشمن نہ تھا اس لئے اس کو کوئی فکر نہ تھی وہ عوام سے براہ رست حالات معلوم کرتا۔ یہ طریقہ عباسیوں نے شروع کیا تھا۔ جسے سلطانوں اور مغلوں نے جاری رکھا۔ صفحہ ۹۴، ۹۵) بلکہ طریقہ عمرؓ نے شروع کیا تھا۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں کہ بنیادی طورپر مغل افواج کمزور تھیں پڑوسی حکومتوں کے مقابلہ میں وہ کمزور تھے۔ ایران نے ان سے قندھار چھین لیا پس ظاہر تھا کہ حکومت فوج کے بل بوتے پر قائم نہیں رکھی جاسکتی تھی۔ بلکہ عوام کی محبت اور مدد ضروری تھی۔ اسی چیز کو انہوں نے محبت، شفقت ، انصاف اور اچھی حکومت کے ذریعے حاصل کیا(صفحہ ۲۵۵ دی ایڈمنسٹریشن آف دی مغل ایمپائر) یہی رائے ہسٹوریننز ہسٹری آف دی ورلڈ ج ۲۲ ص ۲۸تا۳۱ کی ہے۔ ان کے مطابق اکبر تھوڑا کھاتا صرف تین گھنٹے سوتا۔ کھڑا ہوکر یا تخت سے نیچے بیٹھ کر انصاف کرتا۔ بقول شبلی شروع دور حکومت میں اس نے کپڑوں پر زعفران کا رنگ چھڑکا تو عبدالنبی نے اسے مارا۔ اس نے برداشت کیا۔ مسجد میں

جھاڑو دیتا تھا۔ (شعر العجم ۳۶:۳) اپنی دوسری کتاب میں اشتیاق حسین لکھتے ہیں کہ بلبن کے انصاف سے ہندو بھی بہت خوش تھے۔ اس دور کا ایک کتبہ دریافت ہوا ہے۔ جو دہلی کے آثار قدیمہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ جس کا کچھ حصہ ہندی اور کچھ حصہ سنسکرت میں ہے۔ اس میں بلبن کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی فوجوں کی وجہ سے سب امن وامان سے ہیں۔ سلطان اتنا رعایا پرور ہے کہ وشنو دیوتا بھی بے فکر ہو کر دودھ کے سمندر پر جا کر سو گیا ہے۔ (صفحہ ۲۲۸ دی ایڈمنسٹریشن آف دی سلطنیٹ آف دھلی) ہندو آبادی ھندو راجاؤں یا آزاد ھندو حکمرانوں کی نسبت مسلمان حکمرانوں کے علاقے میں زیادہ خوشحال ہے۔ (۲۲۵ محولہ بالا) بہت سے ھندو ٹھاٹھ سے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ملازم رکھتے ہیں جو ان کے گھوڑوں کے آگے دوڑتے ہیں۔ بعض ان کے محل کے آگے بھیک بھی مانگتے ہیں (ص ۲۲۷ محولہ بالا)

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مصر میں ایک مسجد کی توسیع کی ضرورت پڑی۔ مسجد کے پاس ایک عیسائی عورت کا مکان تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کو بھاری قیمت پر خریدنا چاہا مگر اس نے بیچنے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے اسے گرا کر مسجد میں توسیع کر دی اور اس کی بھاری قیمت بیت المال میں اس عورت کے نام جمع کرا دی۔ اس عورت نے شکایت کا خط حضرت عمرؓ کو لکھا۔ حضرت عمرؓ نے حکم بھیج دیا کہ مسجد کو گرا کر اس عورت کا مکان حسب سابق بیت المال کے خرچے سے بنا کر دیا جائے۔ (صفحہ ۶۲ عبدالکریم عثمان: النظام السیاسی فی الاسلام: مطبوعہ بیروت ۱۹۶۸ء) ایک پادری کی زبانی شبلی لکھتے ہیں کہ مصر وقاہرہ فتح ہونے کے بعد کسی نے تیر مارا۔ وہ حضرت عیسیٰ کے بت کی آنکھ کو لگ گیا۔ اس پر شکایت ہو گئی۔ گورنر نے پوچھا کہ تم کیا معاوضہ چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی کا بت بنایا جائے پھر ہم اس بت کی آنکھ پھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے تو کچھ حاصل نہیں۔ ہم لوگ تو تصویر کی تعظیم نہیں کرتے۔ کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم ہم میں سے جس شخص کی چاہو آنکھ پھوڑ دو۔ انہوں نے کہا کہ آمادہ ہیں لیکن اپنی آنکھ ضائع کرانے کیلئے تمہارا سپہ سالار فوج راضی ہو۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے پوچھا کہ کون سی آنکھ پھوٹی ہے اس کے بعد تلوار نکال کر حوالہ کر دی کہ جونسی مرضی میری آنکھ پھوڑ دو۔ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بولا کہ حیف ہے تم لوگوں سے مقابلہ کرنا۔ غرض ان باتوں نے مسلمان بنا دیا۔ (خطبات شبلی صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۵ء)

ایشوری پرشاد لکھتا ہے کہ مسلمان حکمران ہندوؤں کے ساتھ انصاف برتتے تھے اور مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو یقینی انصاف ملتا تھا۔ ہندوؤں کو بڑے عہدوں پر نوکریاں بھی ملتی تھیں (صفحہ ۱۰۳ اے شارٹ ہسٹری آف دی انڈین پیپل مطبوعہ میکیلن کمپنی ۱۹۳۴ء) مسلمانوں کے عدل وانصاف کی

بہت سے ہندوؤں اور عیسائیوں نے تعریف ہی نہیں بلکہ خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ہندو نسل سے پیدا ہونے والے بین الاقوامی شہرت کے کمیونسٹ لیڈر ایم۔ این رائے نے جو تعریف کی ہے اتنی تعریف شاید کسی مسلمان نے بھی نہ کی ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

دوسرا رخ یہ ہے کہ ہمارے دور کا شاید ہی کوئی مسلمان ہو جس کو اس بات کا اندازہ ہو کہ اس کے مذہب نے تاریخ کی سٹیج پر کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔(ص ۱۰۳) مسلمانوں کی طاقت کے ہندوستان میں استحکام کی وجہ حملہ آوروں کی بہادری نہ تھی بلکہ اس کی وجہ اسلامی عقائد اور اسلامی قوانین کا ترقی یافتہ ہونا ہے(ص:۱۰۴)

اسلامی انقلاب کے شاندار اور آنکھوں کو چکاچوند کرنے والے اثرات سے تاریخ کا عام طالب علم بھی واقف نہیں ہے چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو(ص ۱۰) ہر پیغمبر معجزہ کر کے دکھاتا ہے۔ اس لحاظ سے محمد کو اگلے پچھلے تمام پیغمبروں میں عظیم ترین پیغمبر قرار دیا جانا چاہیے۔ اسلام کا تیزی سے پھیلنا تمام معجزات کے عظیم ترین معجزہ ہے۔(ص۔۵) جدید مؤرخ کو چاہیے کہ اسلام کے پھیلنے کی عظیم معجزہ کو بیان کرے(ص ۶) یہ عظیم ترین معجزہ ہوا کیسے۔؟ سو تاریخ دانوں کے لئے یہ ایک حیران کن سوال رہا ہے(ص ۷) ہر جگہ عرب مجاہدوں کو آزادی دلانے والوں کے طور پر خوش آمدید کہا گیا کیونکہ عوام بازنطینی کیشن ، ایرانی ملوکیت اور عیسائی توھمات کے تلے پس رہے تھے۔(۱۴) اسلام کی تلوار جو بظاہر خلق خدا کی خدمت کے لئے بے نیام کی گئی تھی اس کے نتیجے میں ایک نئی سوشل طاقت اور ایک نئی علمی اور عقلی زندگی پھلی پھولی جس نے تمام مذاہب اور نظریات کی قبر کھود کر رکھ دی (ص:۱۲) ایم این رائے: ھسٹاریکال رول آف اسلام مطبوعہ سنٹھ لے گرا کیڈمی)

جدید دور کا عیسائی مؤرخ اور نیو سٹیٹس مین کا سابق ایڈیٹر لکھتا ہے:

عیسائیوں کے مختلف فرقوں مثلاً مونوفانی سائٹس کاپٹس جیکو بائٹ وغیرہ نے ہمیشہ کیتھولکوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو ترجیح دی۔ مسلمانوں کی فتوحات کے ۵ صدیوں بعد انیٹیاچ (Antioch) کے جیکو بائٹ اسقف مائیکل نے شام کے لوگوں کے دلی جذبات کا سچائی سے اعادہ کیا جب اس نے کہا کہ محض خدائے عظیم کے انتقام نے جنوب سے اسماعیل کے بیٹوں کو کھڑا کر دیا کہ وہ رومیوں سے ہمارا انتقام لیں۔ اس دور میں ایک نسطوری مورخ نے لکھا ہے کہ عیسائیوں کے دل عربوں کی حکومت کی وجہ سے خوشی سے لبریز ہیں۔ خدا ان کو مزید ترقی اور طاقت دے۔ اس دور میں کسی بھی موقع پر عیسائیوں میں مسلمانوں سے آزاد ہونے کی عوامی خواہش پیدا نہیں ہوئی(ص:۲۴۳! اے ھسٹری آف

کرسچینیٹی مصنفہ پال جانسن پینگیون)

حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا" اپنے دشمن سے محبت رکھو اور ستانے والے کیلئے دعا کرو(متی ۵:۴۵)

بہت سے حکمران اورعام مسلمان اس نصیحت پر عمل کرتے رہے ہیں۔ پہلے بھی ہم واقعات بیان کر چکے ہیں کہ اور سن لیں۔ خلافت عباسیہ کے وزیراعظم نے اس کی جان بچائی ہدیہ دیا جس نے ان کی آنکھ پھوڑی۔ صوفی نے قاتلانہ حملہ کرنے والے کو ہدیہ دیا۔ بقول ابن جوزی عباسی خلیفہ کے وزیراعظم کے پاس ایک شخص دوسرے کو لئے ہوئے آیا اور دعوی کیا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ قاتل سے پوچھا تو وہ بولا کہ ہاں ہمارے درمیان بحث مباحثہ ہوا تکرار میں اس کو میں نے قتل کردیا۔ مدعی نے کہا قتل نہ کرو بلکہ معاف کردو کہ ہم قصاص میں اسے قتل کردیں۔ وزیراعظم ابن ھبیرہ نے کہا قتل نہ کرو بلکہ معاف کردو غرضیکہ وزیر نے اپنی جیب سے مدعی کو سات سو دینار خالص سونے کے دے کر اس کی جان بخشی کرادی اور پھر قاتل کو ۵۰ دینار عطیہ دے کر رخصت کردیا۔ ہم نشینوں نے اس احسان کی وجہ پوچھی تو وزیر نے کہا کہ کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ میں داہنی آنکھ سے کچھ نہیں دیکھ سکتا وہ بولے کہ ہم بے خبر ہیں۔ وزیر نے بتایا کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ میں طالب علمی کے زمانے میں بیٹھا ہوا فقہ کی کتاب پڑھ رہا تھا کہ یہی قاتل شخص آیا اور مجھے مجبور کیا کہ میں بے گار میں اس کی پھلوں کی ٹوکری اٹھا کر لے جاؤں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں پڑھ رہا ہوں یہ کام کسی اور سے کروالو۔ اس نے مجھے مارا اور میری داہنی آنکھ کی بصارت جاتی رہی۔ پس میں نے چاہا آج میں اس برائی کا بدلہ نیکی سے دے دوں (شذرات الذھب ۴:۱۹۴)

شیخ نصیر الدین چراغ دھلوی حجرہ میں مراقبہ کر رہے تھے کہ ایک قلندر نے وہاں پہنچ کر چھری سے پے در پے حملے کئے۔ خون حجرہ سے باہر نکلا تو مرید اندر آئے لیکن حضرت نصیر الدین نے مریدوں کو قسم دی کہ اسے ایذا نہ پہنچائی جائے۔ پھر قلندر سے معذرت کی کہ اگر چھریاں مارتے وقت تمہارے ہاتھ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کرنا۔ پھر اسے بیس تنکہ زر دے کر رخصت کیا۔ (صلاح الدین: بزم صوفیہ ص ۳۸۹ مطبوعہ نفیس اکیڈمی ۱۹۸۷ء) اورنگزیب پر کئی بار قاتلانہ حملہ ہوا مگر اس نے کوئی سزا نہ دی۔ بلکہ ایک کو اتنبنور بھیج کر اس کا وظیفہ مقرر کردیا (ساقی مستعرخان ماثر عالمگیری)

یہ غیر مسلموں سے حسن سلوک کی وجہ تھی کہ بھارت کا ہندو بین الاقوامی کمیونسٹ لیڈر ایم این رائے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر اسلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے مشہور مورخ گب کے

حوالے سے لکھتا ہے کہ جب یورپ کے عیسائیوں نے ۴۶۰ سال بعد بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کیا تو ایشیائی عیسائیوں کو اس سے صدمہ پہنچا کہ عرب خلفاء کی حکومت وہاں سے ختم ہو گئی (ھسٹاریکل رول آف اسلام ۴۳)

مائیکل ایچ ھارٹ نے اپنی کتاب دی ھنڈرڈ میں اسلام کے پیغمبر کو پہلا نمبر دیا ہے اور حضرت عیسی کو تیسرا۔ وہ لکھتا ہے کہ ہمیں حضرت عیسی کا اصلی نام بھی معلوم نہیں نہ ان کی موت کا سال معلوم ہے۔ انہوں نے کوئی تحریر نہیں چھوڑی اور انجیلوں میں کئی باتوں میں تضاد ہے۔ جبکہ حضرت محمد ﷺ نے سیاسی اور مذہبی قیادت قائم کی۔ حضرت عیسی علیہ السلام کا سیاست پر کوئی اثر نہ ان کی زندگی میں ہوا اور نہ سو سال بعد تک ہوا۔ انہوں نے انقلابی تعلیم دی یعنی فرمایا کہ دشمن سے بھی محبت کرو جو تم سے نفرت کرتے ہوں ان سے بھی اچھائی کرو"

مگر ان تعلیمات کو عیسائیوں نے قبول نہیں کیا۔ اکثر عیسائی کہتے ہیں کہ دشمن سے محبت کا اصول جس دنیا میں ہم رہتے ہیں اس کے لئے مشعل راہ نہیں بن سکتا۔ پس عیسی علیہ السلام کی سب سے خصوصی تعلیم وہ چیز ہے۔ جس پر عملی تجربہ نہیں کیا گیا۔ اگر عیسائی اس پر عمل کرتے تو مجھے حضرت عیسی علیہ السلام کو پہلا نمبر دینے میں کوئی اعتراض نہ ہوتا (صفحات ۴۹، ۵۰، ۵۷)

ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کی اس تعلیم پر عمل کر کے دکھایا کیونکہ ان کے پیغمبر کی بھی یہی تعلیم تھی اور مسلمانوں کے لئے تمام سچے پیغمبروں پر ایمان لانا واجب ہے اور تفریق جائز نہیں (البقرہ: ۱۳۶)

لیکن عیسائیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیم کو الٹا کر اس پر عمل کیا۔ مغربی تہذیب نے اینٹی کرائسٹ یعنی دجال کے اس اصول کو طرہ امتیاز بنالیا ہے کہ "پڑوسی سے نفرت کرو" ٹی۔ بی ایم۔ میکالے نے انیسویں صدی میں لکھا ہے"

"بائرن کی شاعری سے انہوں نے ایک نیا اخلاق وضع کیا جس کی بنیاد انسانوں سے نفرت اور شہرت پرستی تھی۔ اس اخلاق کے دو عظیم احکام پڑوسی سے نفرت اور اس کی بیوی سے محبت کرنا تھے"۔ (پین گدوئن ڈکشنری آف کوٹیشنز ۲۴۲)

لیکن اب بیسویں صدی میں دوسرا حکم پڑوسی کی بیوی سے محبت کی بجائے پڑوسی کی بیوی سے بدترین ظلم زیادتی تذلیل اور نفرت بن چکا ہے۔ جس کا تجربہ بوسنیا میں ہو رہا ہے۔ نیوزویک کے سرورق کی تصویر کا عنوان ہے" پڑوسی سے نفرت کرو" دوسرے سرورق کی تصویر کا عنوان ہے" زنا

بالجبر" ان دنوں تصاویر میں عورتوں کو روتے دکھایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال نے خوب کہا ہے۔

فرنگیوں کو عطا خاک سوریا نے کیا ‏ ‏ نبی عفت و غم خواری و کم آزادی
صلہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لئے ‏ ‏ مے قمار و ھجوم زناں بازاری

بیسویں صدی کی ابتدا کیسے ہوئی یہ سب کچھ یورپ کی تہذیب کی شناخت ہے۔ بیسویں صدی کی ابتداء یورپین مذہب اور کلچر میں تاریخ انسانی کے سب سے بڑے ظلم سے ہوئی۔ چارلس فریکلن نے برٹرینڈرسل (جس کا حوالہ ہم لیوپولڈ کے مظالم میں دے چکے) کی تائید کرتے ہوئے تفصیل یوں بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بلجیم کے لیوپولڈ دوئم کو انگلینڈ کی مدد اس لئے حاصل تھی کہ وہ ملکہ وکٹوریہ کے محبوب چچا کا بیٹا تھا۔ اس نے کانگو کی ربڑ سے ۳ملین پاؤنڈ کمائے اور ملک کی آبادی ۳۰ملین سے ۸ملین رہ گئی۔ گویا ایک تہائی رہ گئی اور دو تہائی ماری گئی۔ اتنا ہی ظلم جنوبی امریکہ میں پیرو کے علاقہ پوٹومایو میں ایک پرائیویٹ کمپنی نے کیا۔ مردوں، عورتوں بچوں کو اتنے کوڑے مارے جاتے کہ ان کی ہڈیاں ننگی ہوجاتیں اور پھر ان کو بغیر علاج کے چھوڑدیاجاتا جو مرجاتے ان کو کتوں کو کھلادیا جاتا۔ چشم دید گواہوں نے ان کو سڑتے ہوئے زخموں میں پڑے ہوئے کیڑوں سے بھوک مٹاتے بھی دیکھا اور مقامی لوگوں کو درختوں سے باندھ کر ان پر چاند ماری کرتے بھی دیکھا۔ تیسری دفعہ جب جنگ عظیم دوئم میں ربڑ کی مانگ بہت بڑھ گئی تو ایمیزن میں اسی قسم کے مظالم کی خبریں برٹش پریس میں شائع ہوئیں مگر اب پبلک ان خبروں کی عادی ہوچکی تھی اور کوئی اثر نہیں لیتی تھی۔ (چارلس فرینکلن وارلز گریٹیفٹ ۱۲۵تا۱۳۴مطبوعہ اودھم بکس لندن ۱۹۶۷ء)

کیا زمانہ سے نرالا ہے مسولینی کا جرم
بے محل بگڑا ہے معصومان یورپ کا مزاج
پردہ تہذیب میں غارت گری آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے میں روا رکھتا ہوں آج

ہاورڈایل۔ روز نبرک نے کتاب لکھی ہے جس میں بتایا ہے کہ ۱۹۵۷ء میں نیوادا کے ریگستان میں امریکہ نے ایٹم بم چلا کر ۳ لاکھ امریکی سپاہیوں کو ۴۵۰۰ گز فاصلے پر متعین کرکے تجربے کئے۔ بم کی طاقت ہیروشیما کے بم سے ۴ گنا تھی جس کے ان پر برے اثرات کی تفصیل دی گئی ہے (اٹامک سولجرز مطبوعہ بیکن پریس بوسٹن ۱۹۸۰ء)

بقول عبدالقادر حسن جنگ مورخہ ۳ فروری ۱۹۹۳ء امریکہ کے شہروں میں زندگی ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے اور ہوٹل والے کمرہ کی چابی دینے سے پہلے ایک ہدایت نامہ آپ کے سپرد کردیتے ہیں کہ اس شہر میں جان بچانے کیلئے کیا کیا احتیاط ضروری ہے۔

کیا نہیں دیکھا تو نے مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

امریکہ میں ۱۹۷۳ء میں ۶ لاکھ بچے اپنے گھروں سے بھاگ گئے (سٹیفن بارلے سیکس سلیوری ۱۹۷ مطبوعہ کارنٹ بکس لندن) نوائے وقت بابت ۱۵۔ اکتوبر ۷۸ء کے مطابق ہر سال امریکہ میں ۳۰۰ بچے اپنے والدین کو قتل کردیتے ہیں۔ بقول ریڈرڈائیجسٹ جنور ۱۹۸۱ء ہر سال امریکہ میں ۲۰ لاکھ بچے اپنے سگے یا سوتیلے ماں باپ کے ہاتھوں ہلاک و تباہ ہوجاتے ہیں۔ ہر سال امریکہ میں بقول سانڈرا بٹلر اڑھائی کروڑ لڑکیاں محرمات سے بدکاری کا شکار ہوجاتی ہیں (دیکھئے دی کانسپیریسی آف سائلنس - دی ٹراما آف انسیسٹ بنٹم بک ۱۹۷۹ء) ماہرین کے نزدیک ان سب جرائم کی جڑ عشقیہ گانے۔ پرتشدد و عشقیہ فلمیں اور ٹی وی ہے۔ اسی وجہ سے اب مغرب میں ایذارسانی اور ظلم سے جنسی لطف لینے کا رواج بھی ہو گیا ہے۔ بچوں کی چیخوں و آہ زاری کے کیسٹ بھی فروخت ہونے لگے ہیں۔ جس طرح کے وحشیانہ جرائم آج کل مغرب میں ہو رہے ہیں ان کی تفصیل نہ بیان کی جاسکتی ہے اور نہ چھاپی جاسکتی ہے۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
شاخ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہو گا

روس میں جراثیمی جنگ کی تیاریاں

یکم جنوری ۱۹۹۳ء کے نیوزویک ہفتہ وار "طاعون پھیلانے" پلیننگ پلیگ کے عنوان سے مضمون چھاپا ہے۔ اس میں یہ رسالہ لکھتا ہے کہ ۱۹۷۰-۱۹۸۰ء کے عشروں میں بلکہ شاید آج کل بھی روسی حکومت تہیہ کئے ہے کہ ایسی بیماریاں پیدا کی جائیں جن کا علاج ممکن نہ ہو۔ روس میں مختلف مقامات پر خطرناک بیماریاں پھیلانے کے بم بنانے کی لیبارٹریوں میں ۱۸ مختلف مقامات پر ۲۵ ہزار لوگ کام کرتے تھے۔ جہاں جراثیم کو ایسا بنانے کی کوشش کی جاتی کہ ان پر دوائیاں اثر نہ کرسکیں۔ اگر ایسا طاعون یا کسی اور مرض پھیلانے کا بم ایسی آبادی پر ڈالا جائے جس کی تعداد ایک لاکھ ہو تو تھوڑے

عرصے میں وہاں کی نصف آبادی مرجائے گی۔ اس میں ان کو کتنی مہارت حاصل ہوئی یہ کہنا مشکل ہے مگر اس بات کا ثبوت مل گیا ہے کہ ایسے مریضوں پر مشہور ۱۶۔ اینٹی بائیوٹک ادویات کارگر نہ ہوں گی۔ اپریل مورخہ ۱۱ کو امریکن اور برٹش سفراء نے ماسکو میں روسی حکومت کو کہا کہ یہ تمام کوششیں فوراً بند کردی جائیں۔ پھر جون میں بش اور تھیچر گورباچوف سے ملے اور کہا کہ ہمیں پوری تفصیلات کا علم ہوچکا ہے اور چاہتے ہیں کہ اب اس پروگرام کو ختم کردیا جائے لیکن اس معاملے میں سویٹ(Soviet) حکومت جھوٹ بولتی رہی اور یہی کہتی رہی کہ اس پروگرام کو ختم کردیا گیا ہے جبکہ یہ پروگرام جاری رکھا گیا۔ پھر فروری ۱۹۹۲ء میں یلسن نے امریکی صدر کو بتایا کہ گورباچوف کے بیان کے برعکس پروگرام ابھی جاری ہے۔ اس پروگرام کا ملٹری اور سول لیبارٹریوں میں اب بھی شبہ ہے کہ جاری ہے۔ اس سلسلے میں امید ہے کہ یلسن کے دور میں یہ پروگرام آہستہ آہستہ ختم کردیا جائے۔ ان جراثیمی بموں کے تجربات قازقستان اور ترکمانستان کے علاقوں میں کئے جاتے تھے جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ روس کی سیکولر حکومت مسلمانوں کیلئے سیکولر نہ تھی بلکہ اسلام دشمن تھی۔ یہی تمام سیکولر حکومتوں کا حال ہے۔ جن میں ہندوستان بھی شامل ہے۔ اسلامی خلافت کی حکومت ہرگز ایسا نہیں کرسکتی کیونکہ ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ قیامت کو معاہد اور ذمی کی فریاد میں خود پیش کروں گا اگر کوئی مسلمان ذمی یا معاہد کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کرے گا۔ پس کوئی مسلمان جو قیامت اور دوزخ پر یقین رکھتا ہو اور اپنے نبی کی شفاعت کی امید رکھتا ہو ہرگز ایسا نہیں کرسکتا۔

نظام خلافت میں غیر مسلموں سے جان ومال کی حفاظت

سیکولر روس کا حال آپ پڑھ چکے ہیں اور سیکولر جمہوری بھارت میں جو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے وہ بھی اب کسی پر پوشیدہ نہیں رہی۔ لیکن بمشکل دو سو سال قبل شکری پاشا کے دور میں محاصرہ ادرنہ میں مجبوری کی حالت میں مسلمانوں کی کھانے پینے کی چیزوں پر تو فوج نے قبضہ کرلیا مگر یہود و نصاری کے مال یا خوراک پر قبضہ نہ کیا کیونکہ اسلامی شریعت کے مطابق فوج ایسا نہ کرسکتی تھی۔ اس لئے ان کے مال کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا بلکہ مسلمان فوجیوں نے ان کے جان ومال پر بھوکے رہ کر بھی آنچ نہ آنے دی۔ اس واقعہ کو علامہ اقبال نے محاصرہ ادرنہ کے عنوان سے نظم کیا ہے۔ ہم اس کے چند اشعار نقل کرتے ہیں۔ اس نظم سے ثابت ہوتا ہے کہ ترکی کے نظام خلافت میں چاہے جنگ ہو یا ایمرجنسی

غرضیکہ کوئی بھی حالت ہو۔ خلافت یا مارشل لا کو بھی قرآن و سنت سے تجاوز کرنے کا حق نہیں تھا۔ قرآن و سنت کی سوپرلا کی حیثیت کسی صورت میں ختم نہیں کی جا سکتی نہ اس معاملہ میں اجتہاد ہو سکتا ہے۔

محاصرہ ادرنہ

آخر امیر عسکر ترکی کے حکم سے "آئین جنگ" شہر کا دستور ہو گیا
ہر شے ہوئی ذخیرہ لشکر میں منتقل شاہیں گدائے دانہ عصفور ہو گیا
لیکن فقیہ شہر نے جس دم سنی یہ بات گرما کے مثل صاعقہ طور ہو گیا
"ذمی کا مال لشکر مسلم پہ ہے حرام فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہو گیا
چھوتی نہ تھی یہود و نصاری کا مال فوج
مسلم خدا کے حکم سے مجبور ہو گیا

روس میں عوام اور مزدوروں کو بھوکا رکھنا

برٹرینڈرسل نے بطور لیبر پارٹی کے ممبر کے لینن کے دور حکومت میں روس کا دورہ کیا تھا۔ دورہ کے دوران اس نے دیکھا کہ روس کا موسکو دریا مچھلیوں سے اٹا پڑا تھا مگر بھوکے عوام کو مچھلی پکڑنے کی اجازت نہ تھی۔ عوام کو ۴ بجے شام بڑا کھانا ملتا تھا مگر اس کے شوربے میں صرف مچھلیوں کے سر ہوتے تھے جبکہ مچھلیوں کے دھڑ سرکاری لوگ کھا جاتے تھے۔ شہر میں بھوک کا راج تھا۔ (برٹرینڈرسل کی خود نوشت سوانح ۲، ۱۳۸ مطبوعہ بینٹم ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

پروگریس پبلیشرز ماسکو سے جو روس کی معاشی تاریخ چھپی ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ فوجی افسروں اور ڈیفینس انڈسٹری میں کام کرنے والوں کو خاص راشن سب سے پہلے دیا جاتا تھا جبکہ عام مزدوروں کو کم راشن ملتا تھا۔ بعض اوقات ماسکو اور لینن گراڈ کے عام مزدوروں کو محض ۵۰ گرام روٹی ایک دن میں دی جاتی تھی وغیرہ (اے پاڈکولزین، اے شارٹ ایکونامک ھسٹری آف یو۔ ایس۔ ایس۔ آر ۱۱۰ مطبوعہ ۱۹۶۸ء) یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ حکومت کاشتکاروں کا تمام غلہ چھین لیا کرتی تھی اور حکومت نے قانون بنا دیا تھا کہ جو کسان اپنے اگائے ہوئے کھیت سے بھی غلہ لے گا اسے موت کی سزا دی جائے گی۔ یہ قانون اس وقت بنایا جب حکومت نے خود قحط پیدا کیا (بیک رائٹینگز آف برٹرینڈ رسل ۳ ۴۷ ۴)

سیکولر جمہوری امریکہ کی عدالتوں کا مظلوموں پر

ماہرین نے بیسویں صدی کو خودکشی، قتل اور غم کی صدی قرار دیا ہے۔امریکی ماہنامہ ریڈرز ڈائیجسٹ ۳ کروڑ کی تعداد میں دنیا کی ۱۵ مختلف زبانوں میں چھپتا ہے۔ اس نے جون ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں ایک مضمون چھاپا تھا کہ کس طرح بہت بڑا مجرم عوام دشمن نمبر ایک ۴۰ سال سے کامیابی سے جرائم کرتے ہوئے دن بدن امیر ترین بن رہا ہے اور اب تک آزاد ہے۔ اس وجہ سے ہر امریکی کو شرم آنی چاہیے کہ ابھی تک وہ دندناتا پھر رہا ہے۔

اس کی اصل وجہ امریکہ کا عدالتی نظام اور وہاں کی عدالتوں کا مجرموں کی پشت پناہی کرنا ہے۔ اس سلسلے میں اسی رسالہ نے جولائی ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں مضمون چھاپا ہے جس کا عنوان ہے "کرائم اینڈ پنشمنٹ یو۔ ایس اے" اس میں وہ یوں لکھتا ہے:

"کولمبیا کے منشیات کے کاروبار کرنے والوں کو ججوں کا زیادہ لحاظ نہیں ہے وہ ۳۲ ججوں کو قتل کر چکے ہیں۔

وال سٹریٹ جرنل کا حوالہ دیتے ہوئے وہ لکھتا ہے کہ عدالتوں کے کمرے وکیلوں سے بھرے رہتے ہیں جہاں چالاک وکیل سچی گواہیوں یا ثبوت کو دبا دیتے ہیں اور جائز سزاؤں کو بھی الٹا کرا دیتے ہیں۔ بش سختی سے قانون لاگو کرنا چاہتا ہے لیکن جہاں جج ایسے ہوں تو وہاں کیا ہو سکتا ہے؟ چند واقعات بھی بیان کئے ہیں۔

ایک ۱۸ سالہ نوجوان اور اس کے دوستوں نے فیصلہ کیا کہ ایک بوڑھے میاں بیوی کو لوٹا جائے جن کے گھر وہ کبھی کبھی کام کرنے جاتا تھا۔ انہوں نے دونوں کو کرسیوں پر آمنے سامنے جکڑ دیا اور گھر کی مکمل تلاشی لی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ پولیس کو کچھ بتا سکیں۔ پس دونوں کے گلے کاٹ دئیے۔ ملزم پکڑے گئے اور چاقو چلانے والے کو موت کی سزا سنادی گئی اور انہوں نے جرم بھی تسلیم کر لیا لیکن پینسلونیا کی سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ جیوری غلطی پر ہے۔ کورٹ کے نزدیک مقتول جرم کے گواہ نہ تھے نہ وہ گھر میں داخل ہونے کے گواہ تھے۔ پھر جب وہ مر چکے تھے تو وہ اپنے قتل کی گواہی کیسے دے سکتے تھے۔ جہاں تک اذیت پہنچانے کا سوال ہے تو سرکاری وکیل یہ ثابت نہیں کر سکے کہ قاتل ان کو بلا ضرورت اذیت پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا اب دوسرا واقعہ سنئیے۔

"ایک شخص فرگوسن نے اقبال جرم کیا کہ وہ ۸ سالہ لڑکی سے زنا بالجبر کا مرتکب ہوا ہے وہ اس کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ سو رہی تھی اور اس سے زیادتی کا مرتکب ہوا۔ پکڑے جانے پر اس نے جرم کا

اقرار بھی کرلیا مگر اس کی بیوی اس کے سسرال والوں پادری اور ایک ماہر نفسیات نے اس کی پشت پناہی شروع کردی گویا کہ وہ اسے اس سال کا آدمی نام زد کرنا چاہتے ہیں۔ ماہر نفسیات نے کہا کہ معاملہ صرف یہ تھا کہ وہ جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ اپنے کو کنٹرول نہ کرسکا۔ لڑکی کے والدین کو ہرگز یہ امید نہ تھی کہ اس بازاری شخص کی طرف داری عدالت بھی کرنے لگے گی۔ مگر دو ہفتہ بعد جج نے ملزم کو وقفہ کی سزا دی اور پیرل پر رہا کردیا۔ ماہر نفسیات نے کہا کہ اغلب یہی ہے کہ وہ دوبارہ جرم نہیں کرے گا۔ سرکاری وکیل کہتا رہا کہ ملزم نے بچی سے زیادتی کی ہے۔ بچی راتوں کو چیخ کر بیدار ہونے کی مریضہ بن چکی ہے اور ڈپریشن، نیند نہ آنے کا شکار رہتی ہے مگر جج ڈسٹرکٹ اٹارنی کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

تیسرا کیس یہ ہے کہ برنارڈ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ حسب معمول ڈاک لئے گھوم رہا تھا۔ انہوں نے ایک ستر سالہ بوڑھے کو بے دردی سے مارنا اور اس کا کچومر نکالنا شروع کردیا۔ پولیس آگئی اور مقابلہ میں برنارڈ کو گولی لگی اور اس کی ریڑھ کی ہڈی مجروح ہوگئی اس کا بطور مجرم پولیس میں ریکارڈ بھی موجود تھا۔ تین سال سے بھی کم سزا گزارنے کے بعد اس نے سپریم کورٹ میں اپیل کردی اور نتیجے میں پولیس کو زیادتی کرنے والا قرار دے کر سرکاری طور پر مجرم کو ۳۴ لاکھ ڈالر یعنی تقریباً ایک کروڑ روپیہ ہرجانہ دینے کا حکم سپریم کورٹ نے صادر فرمایا۔

انگلینڈ کی سرکاری رپورٹ کے مطابق معیار زندگی بڑھنے، تعلیم، سوشل ویلفیئر سے جرائم کم نہیں ہوئے بلکہ برابر بڑھتے چلے جارہے ہیں (ڈیوڈ تھامس! انگلینڈ بیسویں صدی میں ۲۷۴ مطبوعہ پیلیکن ۱۹۶۸ء)

ریڈرز ڈائیجسٹ نومبر ۱۹۶۳ء میں مضمون چھپا۔ جس کا عنوان تھا" قاتل کو پیرول پر رہا کردیا گیا تھا" اس نے بتایا کہ کہ مجرم و قاتل پیرول پر رہا ہونے کے بعد بھی جرم پر جرم کئے چلے جاتے ہیں۔ ۶۰ فیصد یہی کرتے ہیں۔ پھر جنوری ۱۹۶۷ء میں مضمون چھپا" کیا ہم ٹھگوں کی قوم ہیں؟ " اس میں کہا ہے کہ اچھا امریکن اب اقلیت میں ہے۔ پھر نومبر ۱۹۶۷ میں مضمون چھپا" امریکہ کو کیا ہوگا؟ " اس میں لکھا ہے کہ ججوں اور عدالتوں کا مجموعی اثر ہے کہ قانون کمزور ہوگیا ہے اور مجرم کی ہمت افزائی ہورہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بقول ولسن اور سیمیس کیلی فورنیا کے باغ کے مالک نے مزدوروں کو اجرت دینے کی بجائے ان کو قتل کرنا آسان سمجھا۔ اس کے کھیت سے ۲۵ لاشیں برآمد ہوئیں (ماڈرن انسائیکلوپیڈیا آف مرڈر ۱۹۸۳ء)

پولینڈ کے ایک شخص نے ریلوے کے سفر کے دوران ۲۰ لڑکیوں کو زیادتی کے بعد قتل کیا۔ ہنڈطی نے پچاس عورتوں کو قتل کیا (محولہ بالا دیکھئے فلیپ) ریڈرز ڈائیجسٹ کے ایک مضمون میں

ایک شخص کا ذکر تھا جس نے ۱۰۰ عورتوں کو زیادتی کے بعد قتل کیا۔ ان حالات میں فلاح کی راہ یہی ہے کہ خالق و مخلوق سے محبت کا عملاً درس دیا جائے۔ وحدانیت اور آخرت پر ایمان پختہ کیا جائے قرآن وسنت کو سپریم قانون کے طور پر نافذ کیا جائے۔ احتساب کا نظام قائم کرکے احمق حکمرانوں کو بقول رسل تعلیم مذہب اخلاق دی جائے۔ نظام خلافت علی منہاج نبوت قائم کیا جائے۔ غیر مسلموں کو اپنے فیصلے ان کی وحی کے مطابق کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

مسلمانوں کا نظام عدل

حضرت معاذؓ نے قیصر کے دربار میں اعلان کیا کہ ہمارا خلیفہ ہم میں سے ایک فرد ہے اگر ہمارے پیغمبر کے طریقے کی پیروی کرے تو ہم باقی رکھیں ورنہ معزول کردیں گے۔ اگر وہ ہم میں سے کسی کو گالی دے تو وہ بھی برابر کی گالی دے۔ کسی کو زخمی کرے تو قصاص دینا پڑے۔ وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا درجہ رکھتا ہے اور بس (ازدی فتوح الشام ۱۰۸، بحوالہ ابوالکلام آزاد اسلامی جمہوریہ ۲۴)

خلیفہ ہشام کو ایک شخص نے منہ درمنہ سخت الفاظ کہے تو اس نے صرف اتنا کہا کہ اپنے امام کو برا کہنا مناسب نہیں۔ ایک مرتبہ اس نے خود ایک شخص کو نامناسب الفاظ کہے تو اس نے جواب دیا کہ خلیفہ ہو کر ایسے الفاظ نکالتے ہو تم کو شرم نہیں آتی۔ ھشام شرمندہ ہوا اور بولا کہ بدلہ لے لو اس نے کہ میں بھی تم جیسا کمینہ بن جاؤں۔ اس نے کہا مالی معاوضہ لے لو۔ اس سے بھی انکاری ہو گیا۔ اس نے کہا کہ معاف کردو اس پر اس نے معاف کردیا۔ عباسی وزیر ھبیرہ نے بحث میں کسی کو گدھا کہہ دیا پھر اصرار کرتے رہے کہ مجھے بھی گدھا کہو۔ جب تک کہ نہ لوگے مجھے قرار نہ آئے گا۔ (منتظم مؤلفہ ابن جوزی ذکر وزیر ابن ھبیرہ) صحابی کے شکایتی خط پر حضرت عمر نے گورنر مصر عمرو کو بیٹھک میں عوام کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھنے سے منع کردیا تھا (ابن حجر المطالب العالیہ ۲، ۲۱۷)

ترکی کے سلطان مراد نے ایک کاریگر کا ہاتھ اس کی کسی غلطی کی وجہ سے کٹوادیا۔ وہ بھاگا ہوا قاضی کے پاس گیا۔ قاضی نے بادشاہ کو بلایا اور قصاص کی قرآنی آیت پڑھ کر حکم دیا کہ بادشاہ کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ بادشاہ نے جلاد کے آگے ہاتھ بڑھا دیا۔ لیکن مزدور نے دوسری قرآنی آیت پڑھ کر بادشاہ کو معاف کردیا۔ بیشک اللہ تم کو عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے (۱۶:۹۰) مزدور نے قاضی سے کہا کہ تم نے عدل کردیا اب میں احسان کرکے بادشاہ کو معاف کردیتا ہوں۔ یہ میرا حق ہے۔ اس کا مجھے اختیار ہے۔

ہندوستان پر حملہ ایک عورت کی فریاد پر ہوا تھا۔ سپین پر حملہ کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہاں بادشاہ راڈیرک نے وہاں کے کاؤنٹ کی بیٹی فلورنڈا سے زیادتی کی۔ یہ بادشاہ تمام رعایا پر بہت ظلم کرتا تھا۔ خاص کر یہودیوں پر۔ غرضیکہ ان تمام مظلوموں اور لڑکی کے باپ کی فریاد پر سپین پر حملہ کیا گیا (امیر علی :اے ھسٹری آف دی سراسینز ۱۰۸،۱۰۷) ان مظلوموں نے بھی مسلمانوں کی مدد کی۔

خلیفہ معتصم کے دور میں عموریہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ایک دن ایک عیسائی نے ایک مسلمان عورت کو پکڑا۔ اس نے چلا کر دہائی دی۔ وامعتصماہ (یعنی ہائے معتصم) پرچہ نویس نے خبر بغداد بھیجی۔ معتصم نے درباریوں سے پوچھا کہ عموریہ کس طرف ہے۔ لوگوں نے سمت بتائی۔ وہ تخت پر کھڑا ہو گیا اور اسی سمت رخ کر کے پکارا۔ لبیک لبیک یعنی ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر تیاری کا حکم دیا۔ قاضی کو بلا کر وصیت لکھی کہ میری جائیداد کے تین حصہ کئے جائیں۔ ایک حصہ اولاد کو۔ ایک حصہ خادموں کو اور ایک حصہ خدا کی راہ میں صرف کر دیا جائے۔ دربار میں ایک نجومی نے کہا کہ اب نہ جائیں لڑائی میں شکست ہو گی۔ معتصم نہ مانا اور حملہ کیا فتح حاصل کی۔ اس عورت کو تلاش کرایا۔ وہ سامنے آئی تو کہا کہ آج کھانے کا مزا آیا (۵، ۴۳، ۴۴)

اقبال نے کہا:۔

یا سنجر و طغرل کا آئین جہانگیری　　　یا مرد قلندر کے انداز ملوکانہ

اس سلطان سنجر کو ایک راہ میں ایک بڑھیا نے روک لیا اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر برا بھلا کہا کیونکہ ایک قتل کی تفتیش کے دوران ایک سپاہی نے اس بڑھیا کو بھی تھپڑ مار دیا تھا۔ اس واقعہ کو سعدی نے نظم کیا ہے۔ آخری شعر یوں ہے۔

چوں تو بیدار کرے پروری　　　ترک نہ ہندوے غارت گری

یعنی جب تو ظالموں کو پالتا ہے تو تو ترک نہیں غارت گر چور ہے۔

غرضیکہ مسلمانوں کے بڑے سے بڑے رعب داب والے بادشاہوں کو بوڑھی عورتیں سڑکوں پر ڈانٹ دیا کرتی تھیں۔ تاریخ میں بہت سے واقعات ہیں۔ خلیفہ ولید نے جامع مسجد دمشق میں شاہانہ حوصلہ مندی دکھائی تو قوم نے اعلانیہ کہہ دیا کہ بیت المال کا روپیہ اس طرح ضائع نہیں کیا جاسکتا۔ آخر اس کو جلسہ عام بلا کر معافی مانگنی پڑی۔ لیکن ساتھ ہی کہہ دیا کہ اب بھی بیت المال میں اتنی دولت ہے کہ اگر دس سال بھی قحط پڑے تو کسی ذی روح کو تکلیف نہ ہو (خطبات شبلی ۴۷)

ایک دل کو خوش کرنا ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

شیخ سعدی نے حکایت لکھی ہے کہ ایک درویش نے حج کا سفر کیا اور ہر ہر قدم پر دو رکعتیں نماز پڑھتا جاتا تھا۔ اس ریاضت شاقہ پر اس کو غرور پیدا ہوا۔ ہاتف غیب سے صدا آئی کہ ایکدل کو خوش کرنا ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

بہ احسانے آسودہ کردن دلے　　　　به از الف رکعت بہر منزلے

یاد رہے کہ حنفی اور شافعی فتویٰ یہ ہے اور دیگر ائمہ کا قول بھی اغلباً یہی ہے کہ نفلی حج کی بجائے وہ رقم غریب کو صدقہ کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے۔

آج کل ہر شخص جو مسلمانوں جیسا نام رکھ لیتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں مسلمان ہو گیا۔ مگر علامہ اقبال کہتے ہیں کہ جب میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں تو لرز جاتا ہوں کیونکہ جانتا ہوں کہ لاالہ کہنے کا کیا مطلب ہے۔

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لاالہ را